عورت کی اقتداء......؟

مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

ناشر
جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

نام کتاب : عورت کی اقتداء......؟

مؤلف : حضرت علامہ مفتی عطاء اللہ نعیمی صاحب

ضخامت : ۴۸ صفحات

تعداد : 2000

مفت سلسلہ اشاعت : 131

☆☆ ناشر ☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔74000

فون:2439799

Website Address : www. ishaateislam.net

پیش لفظ

یہ دنیا جوں جوں اپنے منطقی انجام یعنی قیامت کی جانب بڑھ رہی ہے مخبر صادق عالم ما کان و ما یکون جان کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی پیش گوئیوں کے مطابق فتنوں کے ظہور میں تیزی آتی جارہی ہے۔ جان کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آج سے تقریباً چودہ ساڑھے چودہ سو سال پہلے یہ فرمادیا تھا کہ قیامت کے نزدیک ایمان کی حفاظت اتنی مشکل ہوگی جتنا اپنی ہتھیلی پر آگ کا انگارا رکھنا۔

آج کل دیگر فتنوں کی طرح "عورت کی امامت" کا فتنہ بھی تیزی سے پھیلتا جارہا ہے اس کے پس پردہ مغربی اقوام کا یہ نعرہ کارفرما ہے کہ "عورت اور مرد مساوی حقوق رکھتے ہیں" حالانکہ جتنی بے قدری اور بے احتیاطی عورتوں کے حقوق کے بارے میں مغربی اقوام میں پائی جاتی ہیں اتنی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں پائی جاتی۔

اسلام دین فطرت ہے عورتوں کو جتنی آزادی، مراعات اور عزت واحترام خواہ وہ بحیثیت ماں ہو، بیٹی ہو، بیوی ہو، بہن ہو یا عام عورت ہو اسلام نے دی ہے اتنی کسی اور مذہب اور قوم نے نہیں دی۔ قبل اسلام تاریخ کا اگر مطالعہ کریں تو وہاں عورت کی کوئی قدر و قیمت نہیں تھی اور لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کردیا جاتا تھا اسلام کے آنے کے بعد عورت کو وہ عزت واحترام ملا جس کی وہ مستحق تھی۔

"عورت اور مرد مساوی حیثیت رکھتی ہیں" یہ نعرہ دراصل اسلامی اصولوں کے منافی، مغربی طرز فکر کا علمبردار اور مغرب زدہ عورتوں کا وطیرہ ہے جن کا اسلام سے دور کا بھی سروکار نہیں۔

اس کتاب میں دیگر تمام ابحاث کو چھیڑے بغیر صرف اور صرف قرآن وحدیث سے حوالہ جات دیئے گئے ہیں تاکہ عوام الناس اور اہل علم آگاہ ہوجائیں کہ اسلام نے

عورت کا کیا مقام مقرر کیا ہے اور عورت کی امامت اور اس کی اقتداء کا کیا حکم ہے۔

محترم مصنف مفتی صاحب قبلہ گذشتہ کئی سالوں سے جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان میں قائم دارالافتاء میں کار افتاء سنبھالے ہوئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ نور مسجد میں قائم مدرسہ درس نظامی میں درس نظامی کی اعلیٰ درجے کی کتابوں کی تدریس بھی فرماتے ہیں۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان نے جہاں وہابی دیوبندی، اہلحدیث، شیعہ، پرویزی، گوہر شاہی اور دیگر بڑے بڑے فتنوں کے خلاف تحریری مواد شائع کیا ہے اسی طرح یہ سعادت بھی جمعیت کے حصہ میں آ رہی ہے کہ اس نے عوام الناس کے ذہنوں کو پراگندہ کرنے والے اس مسئلہ پر بھی کافی وشافی رسالہ شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مصنف قبلہ مفتی صاحب کے علم وعمر میں خیر و برکت عطا فرمائے اور ان کو یوں ہی مسلک حقہ اہلسنّت وجماعت کی خدمت کرنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ادارہ

فہرست مضامین

الاستفتاء:۔

قرآن مجید فرقانِ حمید، احادیث مبارکہ وتصریحاتِ فقہاء مذاہب اربعہ کی روشنی میں عورت کا مردوں کی امامت کرے تو شرع میں اس کا کیا حکم ہے۔ نیز یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ امامت کرنے والی اس عورت اور اس کی اقتداء کرنے والوں کے لیے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا حکم ہے؟

اس مسئلہ کو ایسی وضاحت سے بیان فرمائیں جو عوام وخواص کے لئے مفید ہو۔

بینوا و توجروا۔

(السائل: محمد رئیس قادری، مصلح الدین گارڈن، کراچی)

(السائل: محمد مختار اشرفی، نور مسجد، میٹھادر، کراچی)

عورت کا مردوں کی امامت کرنے کا حکم

سبحانہ تعالیٰ و تقدس الجواب:۔

علامہ حافظ محمد برکت اللہ لکھنوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:۔

و الغرض من خلقة الرجل هو كونه نبياً و إماماً و شاهداً في الحدود و القصاص و مقيماً للجمعة و الأعياد و نحوه و الغرض من الإمرأة كونها مستفرشة اتية بالولد مدبرة لحوائج البيت و غير ذلك۔

یعنی، اور مرد کی پیدائش سے غرض یہ ہے کہ وہ نبی ہوسکتا ہے، حدود وقصاص کے موقع پر گواہ ہوسکتا ہے اور جمعہ اور عیدوں کی نمازیں پڑھا سکتا ہے وغیرہ اور عورت کی پیدائش سے غرض یہ ہے کہ اپنے آپ کو شوہر کی خادمہ قرار دے کر ان کی خواہش

پوری کرے، اولاد جنم دے اور گھر کے معاملات کی تدبیر کرے وغیرہ۔

(احسن الحواشی علی اصول الشاشی، بحث الخاص، ص۶، حاشیہ ا، مطبوعہ: میر محمد کتب خانہ، کراچی)

عورت مردوں کی امامت نہیں کر سکتی کیونکہ عورت میں مردوں کا امام بننے کی صلاحیت نہیں ہے اس لئے کہ مردوں کا امام بننے کے لئے ذکورت (مرد ہونا) شرط ہے اور ہر اس کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی جس میں امامت کی صلاحیت نہ ہو جیسے نابالغ بچے میں امامت کی صلاحیت نہیں ہے تو بالغ مردوں کا اس کی اقتداء کرنا بھی درست نہیں۔

اس مسئلہ میں پہلے قرآن مجید سے استدلال اس کے بعد احادیثِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء پھر اجماع پھر اقوالِ فقہاء ذکر کئے جائیں گے۔

قرآن مجید

مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے

قرآن مجید میں ہے ﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ الآیة (البقرۃ: ۲/۲۲۸)

ترجمہ: اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے۔ (کنز الایمان)

فضیلت کا تقاضہ

مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے اس فضیلت کا تقاضہ یہ کہ جہاں بھی فضیلت کا معاملہ ہو وہاں عورت کو آگے نہ کیا جائے اسی لئے شریعت مطہرہ نے عورت کو ایسے معاملات میں پیچھے رکھا جیسے شہادت، وراثت، سلطنت اور تمام ولایات میں۔

چنانچہ امامت کے بارے میں قدوۃ العلماء الاسلام نجم الملۃ والدین عمر بن

محمد نسفی متوفی ۵۷۳ھ اور ملا علی القاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں یشترط أن یکون من أهل الولایة المطلقة الکاملة (العقائد النسفیة مع شرحها للتفتازانی، بحث الإمامة، ص۱۵۸، مطبوعة: قدیمی کتب خانه، کراتشی) (شرح علی الفقه الأکبر، نصب الإمام واجب، ص۱۵۸، مطبوعة: قدیمی کتب خانه، کراتشی)

یعنی، امام کے لئے شرط ہے کہ وہ ان میں سے ہو جو ولایتِ مطلقہ کاملہ کے اہل ہوں۔

اس کے تحت علامہ سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ اور ملا علی قاری لکھتے ہیں :۔أی مسلماً حراً ذکراً عاقلاً بالغاً وقال علی القاری: بأن یکون مسلماً، حراً، ذکراً، عاقلاً، بالغاً إلخ۔

یعنی، مسلمان ہو، آزاد ہو، بالغ ہو، عاقل ہو۔

علامہ تفتازانی مزید لکھتے ہیں والنساء ناقصات عقل و دین إلخ (شرح العقائد النسفیة، بحث الإمامة، ص۱۵۸۔۱۵۹، مطبوعة: قدیمی کتب خانه، کراتشی)

یعنی، عورتیں ناقصاتِ عقل و دین ہیں۔

اس کے تحت علامہ عبد العزیز پرہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ لکھتے ہیں اقتباس من الحدیث وسئل النبی ﷺ عن معناه فقال ما حاصله إن شهادتها نصف شهادة الرجل فذلك من نقصان عقلها وتمکث أیاماً لا تصلی ولا تصوم فذلك من نقصان دینها۔

یعنی، علامہ تفتازانی کا قول "والنساء ناقصات عقل و دین" یہ حدیث سے اقتباس ہے نبی ﷺ سے اس کے معنی کے بارے میں سوال کیا گیا (کہ عورتیں ناقصاتِ عقل و دین کیسے ہیں) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کا حاصل یہ ہے کہ ان

کی گواہی مرد کی گواہی کا نصف ہے پس یہ ان کے عقل کے نقصان سے ہے اور عورت اس حال میں رہتی ہے کہ نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے پس یہ ان کے دین کے نقصان سے ہے۔

لٰہذا یہ بات ثابت شدہ ہے کہ عورت امام نہیں بن سکتی۔ اب رہا سوال کہ اس امامت سے مراد امامت کبریٰ ہے یا صغریٰ یعنی وہ کون سی امامت ہے جو عورت نہیں کر سکتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس امامت سے مراد امامت کبریٰ ہے جس پر امت کا اِجماع ہے کہ عورت اس امامت کی اہل نہیں کیونکہ اس امامت کے لئے مرد ہونا شرط ہے اس طرح امت کا اس پر بھی اِجماع ہے کہ عورت امامت صغریٰ (یعنی نماز کی امامت) کی بھی اہل نہیں۔ اس میں بھی مردوں کے لئے امام ہونا شرط ہے۔

چنانچہ علامہ عبد العزیز پرہاروی لکھتے ہیں "(جس طرح عورت کو امامت کبریٰ کے منصب پر متعین نہیں کیا جائے گا اسی طرح) اس پر بھی امت کا اجماع ہے کہ عورت کو اس منصب پر بھی متعین نہیں کیا جائے حتی کہ امامتِ صغریٰ کے منصب پر بھی (النبراس، بحث إمامة، ص ٣٢١، مطبوعة: مكتبه حقانيه، ملتان)

احادیث علیہ التحیۃ والثناء:۔

پہلی حدیث

عن جابر بن عبداللّٰه قال : خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ وَقَالَ : "يا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ قَبْلَ أن تَمُوتُوا......أَلَا لَا تَؤُمَّنَّ امْرَأَةٌ رَجُلًا" رواه ابن ماجة فى "السنن" (٢/١٥ـ١٦) فى كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها ، باب (٧٨) فى فرض الجمعة ، برقم : ١٠٨١ من طريق محمد بن عبدالله بن نمير ، ثنا الوليد بن بكير أبو جناب

(خبّاب) ، حدثني عبدالله بن محمد العدوى ، عن على بن زيد ، عن سعيد بن المسّيب ، عن جابر بن عبدالله ، ورواه البيهقى في " السنن " (٣/٢٤٤) فى كتاب الجمعة ، برقم : ٥٥٧٠ من طريق الحسين على بن محمد بن عبدالله بشران العدل ببغداد ، أنبأنا أبو جعفر محمد بن عمرو بن البختري ، ثنا محمد بن عبدالملك الدقيقي ، ثنايزيد بن هارون ، أنبأنا فضيل بن مرزوق ، حدثني الوليد بن بكير و ررواه أبو يعلى فى "مسنده" (٢/١٣٥) برقم : ١٧٥٦ من طريق عبدالغفار بن عبدالله ، حد ثنا المعافى بن عمران ، حدثنا الفضيل بن مرزوق ، حدثني الوليد رجل من أهل الخير والصلاح، عن محمد بن علي ،عن سعيد المسيب ، عن جابر ، إلا أنه قال وهو على منبره يوم الجمعة، ونقله الحافظ جمال الدين أبي الحاج يوسف بن عبد الرحمن المزى (متوفى ٧٤٢ ھ) فى " التحفة" برقم : (٢/١٨٢) من طريق ابن ماجة ومن طريق موسٰى بن داؤد ، عن الوليد بن بكير ، فقال عن "محمد بن عبدالله"(الراوى)

یعنی ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ پس فرمایا "اے لوگو! اللہ کی بارگاہ میں موت سے قبل توبہ کرو......خبردار! کوئی عورت کسی مرد کی اِمامت نہ کرے"۔
اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے اپنی "سنن" میں اور بیہقی نے اپنی "سنن" میں اور ابو یعلیٰ نے اپنی "مسند" میں روایت کیا ہے اور اسے حافظ مُزی نے " تحفة الأشراف " میں نقل کیا ہے۔

صدر الشریعہ عبید اللہ محبوبی متوفی ۷۴۷ھ لکھتے ہیں لأن الواجب تأخيرهنّ بالنّص۔

یعنی، (مرد عورت کی اقتداء نہ کرے) کیونکہ نص (یعنی حدیث "خبردار! کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہ کرے") سے عورتوں کی تاخیر واجب ہے۔

اس کے تحت علامہ ابو الحسنات عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ لکھتے ہیں
لايقتدى رجل بامرأة لقول النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : "أَلَا لَا تَؤُمَّنَّ

امْرَأَةٌ رَجُلاً ، وَلَا أَعْرَابِيّ مُهَاجِراً"۔ أخرجه ابن ماجة بسندضعيف

یعنی، کوئی مرد کسی عورت کی اقتداء نہ کرے کیونکہ نبی صلی اللہ وسلم کا فرمان ہے"خبردار! کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہ کرے اور نہ اعرابی کسی مہاجر (صحابی) کی"۔اس حدیث کی تخریج امام ابن ماجہ نے ایسی سند کے ساتھ کی جو ضعیف ہے

اور لکھتے ہیں " لأن الواجب "هذا دليل لعدم اقتداء الرجال بالنساء

(شرح الوقاية حاشية عمدة الرعاية ، المجلد (١) ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، فصل فى الجماعة، ص ١٧٦ ، مطبوعة : مكتبة امدادية ، ملتان)

یعنی، شارح وقایہ کا قول" کیونکہ واجب" یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ مرد عورتوں کی اقتداء نہ کریں۔

دوسری حدیث:۔

"أَخِّرُوْ هُنَّ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ" رواه عبدالرزاق فى "مصنفه" (٥٨/٣) فى باب (٣٦١) شهود النساء الجماعة، برقم:٥١٢٩ موقوفاً عن ابن مسعود من قوله ولايصح مرفوعاً إلى النبى صلى الله وسلم كما فى "نصب الراية" للزيلعى (٣٦/٢) ، و رواه الطبرانى فى "الكبير" (٢٩٥/٩) برقم : ٩٤٨٤ ونقله الهيثمى فى "المجمع" (١٢١/٢) فى كتاب الصلاة ، باب خروج النساء إلى الخ ، برقم : ٢١٢٠، وقال رواه الطبرانى فى "الكبير" ورجاله رجال الصحيح

یعنی، ان کو وہاں پیچھے کرو جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے کیا یا ان کو پیچھے کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے کیا ہے۔

اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے "مصنف عبدالرزاق" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً اور طبرانی نے "الکبیر" میں روایت کیا ہے۔ علامہ نور

الدین ہیثمی "مجمع الفوائد" میں لکھتے ہیں اس حدیث کو طبرانی نے "الکبیر" میں روایت کیا اور اس کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں۔

علامہ علی بن علی ابن ابی العز حنفی متوفی ۷۹۲ھ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں قال السروجي: هذا الحديث مذكور فى كتب الفقه ، ثم نقل عن شيخه قاضى القضاة صدر الدين سليمان أنه كان يعزوه إلى " مسند رزين بن معاوية"، انتهى ۔وذكره ابن الأثير فى " جامع الأصول " و عزاه إلى " مسند رزين " أيضاً وقال التركماني : ذكره الطبراني موقوفاً على ابن مسعود (التنبيه على مشكلات الهداية ، المجلد (١) ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، ص ٦١٠ ، مطبوعة : مكتبة الرشيد ، رياض ، الطبعة ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ء)

یعنی، (شیخ احمد بن ابراہیم) سروجی نے فرمایا یہ حدیث کتب فقہ میں مذکور ہے، پھر انہوں نے اپنے شیخ قاضی القضاۃ صدر الدین ابو الربیع سلیمان بن وہب (متوفی ۶۷۷ھ) سے نقل کیا کہ انہوں نے اسے "مسند رزین بن معاویہ" کی طرف منسوب کیا، اور ابن ترکمانی نے کہا اس حدیث کو طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ذکر کیا۔

اس کے تحت علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں"أَخِّرُوْ هُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ" ولم يثبت رفعه فضلاًعن كونه من المشاهير وإنما هو فى" مسند عبدالرزاق" موقوف على ابن مسعود

یعنی، حدیث"أَخِّرُوْ هُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ" کا مرفوع ہونا ثابت نہیں چہ جائیکہ اس کا مشاہیر سے ہونا ثابت ہو اور یہ حدیث "مسند عبدالرزاق" میں

ہے جو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے۔

اور یہی بات علامہ علی بن علی بن ابی العز نے اپنی کتاب التنبیہ علی مشکلات الهداية (كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ٦١٠-٦١١) میں ذکر کی ہے۔

اور علامہ بدر الدین عینی شارح بخاری متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں هذا غير مرفوع، وهو موقوف على عبدالله ابن مسعود، أخرجه عبدالرزاق عن بسفيان الثوري، عن الأعمش، عن إبراهيم علي أبي معمر، عن ابن مسعود، ومن طريق عبدالرزاق رواه الطبراني في "معجمه"۔ ولم أر أحداً من شرّاح "الهداية" تعرض لحال هذا الخبر، وكتب أصحابنا معتبرة، وذكره الكبائر أي من الشافعية في كتاب بعض ماتفردبه أحمد بن حنبل، وذكره أيضاً ابن قدامة في "المغني" وابن حزم في "المحلى"

یعنی، یہ غیر مرفوع ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود پر موقوف ہے جس کی تخریج عبدالرزاق نے سفیان ثوری سے انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے معمر سے، انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اور عبدالرزاق کے طریق سے طبرانی نے اپنی ''معجم'' (یعنی ''الکبیر'' ۹/۲۹) میں روایت کیا ہے۔ اور میں نے شارحین ہدایہ میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ جس نے اس خبر (یعنی حدیث) سے تعرض کیا ہو، اور ہمارے اصحاب (احناف) کی کتب معتبرہ میں اس کا ذکر ہے، اور کبار شافعیہ نے اس کا بعض ذکر کیا جس کے ساتھ احمد بن حنبل متفرد ہوئے، اور اسے ابن قدامہ نے ''المغنی'' میں اور ابن حزم نے ''المحلی'' میں بھی ذکر کیا ہے۔

اس حدیث کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۶ھ لکھتے ہیں

حدیث "أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ تعالىٰ لم أجده مرفوعاً وهو عند عبدالرزاق والطبراني من حديث ابن مسعود موقوفاً في حديث أوّله كان الرجل والمرأة في بني إسرائيل يصلّون جميعاً الحديث، ووهم من عزاه "لدلائل النبوة" البيهقي مرفوعاً وزعم السروجي عن بعض مشائخه أنه في "مسند رزين" (الدراية في تخريج الهداية على هامش الهداية، المجلد (١)، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ١٢٥، مطبوعة: مكتبة شركت علمية، ملتان)

یعنی، حدیث "أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالىٰ" کو میں نے مرفوع نہیں پایا اور وہ عبدالرزاق اور طبرانی کے ہاں حدیث ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ایسی حدیث میں موقوفاً مروی ہے جس کا اول یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں مرد و عورت ایک ساتھ نماز پڑھتے تھے (الحدیث) اور اسے وہم ہوا جس نے اس حدیث کو بیہقی کی ''دلائل النبوۃ'' کی طرف مرفوعاً منسوب کیا اور سروجی نے اپنے بعض مشائخ سے گمان کیا کہ یہ حدیث ''مسند رزین'' میں ہے۔

اور علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی الشافعی متوفی ۹۰۲ھ اور ان کے حوالے سے علامہ اسماعیل بن محمد بن عبدالہادی الجراحی العجلونی الشافعی متوفی ۱۱۶۲ھ لکھتے ہیں قال الزركشي: عزوه الصحيحين غلط، قلت: وكذا من عزاه "لدلائل النبوة" للبيهقي مرفوعاً، "ولمسند رزين" ولكنه في "مصنّف عبدالرزاق" ومن طريقه الطبراني من قول ابن مسعود في حديث أوّله: كان بنو اسرائيل الرجل والمرأة يصلون جميعاً، الحديث، وفي الباب عن

أبی هريرة مرفوعاً خير صفوف الرجال والنساء وشرها ، وغيرها من الأحاديث ولا نطيل بها وأشار لبعضها شيخنا فی "مختصر تخريج الهداية" (المقاصد الحسنة ، باب الهمزه ، ص ٥١ (برقم : ٤١) مطبوعة : دارالكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٧ هـ-١٩٨٧ء) (كشف الخفاء ، المجلد (١) ، حرف الهمزه مع الخاء ، ص ٥٩ ، مطبوعة : دارالكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الأولى ١٩١٨ هـ-١٩٩٧ء)

یعنی، زرکشی نے فرمایا: اسے ''صحیحین'' کی طرف منسوب کرنا غلط ہے، میں کہتا ہوں اور اسی طرح بیہقی کی ''دلائل النبوۃ'' کی طرف مرفوعاً اور ''مسند رزین'' کی طرف منسوب کیا (وہ بھی غلط ہے) لیکن یہ حدیث ''مصنف عبدالرزاق'' اور ان کے طریق سے طبرانی (الکبیر: ۹/۲۹۵) میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول سے ایسی حدیث میں ہے جس کا اوّل یہ ہے کہ بنی اسرائیل مرد اور عورتیں سب ساتھ نماز پڑھتے تھے (الحدیث) اور اس باب میں (یعنی وہ احادیث جن میں عورتوں کے پیچھے کرنے اور ان کی اقتداء کے عدم جواز کا بیان ہے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث ہے جس میں مردوں اور عورتوں کی اچھی اور بُری صفوں کا ذکر ہے اور اس کے علاوہ دوسری احادیث، اور ہم (اس مقام پر) کلام طویل نہیں کرتے جس کے بعض کی طرف ہمارے شیخ نے ''مختصر تخریج ہدایہ'' میں اشارہ فرمایا ہے۔

عورت کو پیچھے کرنے سے مراد

علامہ شمس الدین ابو بکر محمد بن ابی سہل متوفی ۴۹۸۳ھ لکھتے ہیں و المراد من الأمر بتأخيرها لأجل الصلاة ، فكان من فرائض صلاته (المبسوط : المجلد (١) ، كتاب الصلاة ، باب الحدث فی الصلاة ، ص ١٦٩ ، مطبوعة : دارالفكر ، بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١ هـ-٢٠٠٠ء)

یعنی، حدیث شریف میں عورت کو پیچھے کرنے کے حکم سے مراد ہے کہ نماز کے لئے اس کو پیچھے کرو، پس عورت کو نماز میں پیچھے کرنا مرد کی نماز کے فرائض سے ہے۔

اعتراض

اگر کہا جائے کہ یہ حدیث اس درجے کی نہیں کہ جس سے ترک فرض لازم آئے اور جو فسادِ نماز کا سبب ہو تو علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں۔ وفی الأترازی : فإن قيل : هذا الحديث خبر الواحد وبمثله ثبت الوجوب لا الفرض فلا تفسد الصلاة بتركه

قلنا : هذا حديث مشهور ثبتت الفرضية به ، فتركه مفسد (البناية شرح الهداية ، المجلد (٢) ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة : تحت قوله : ولا يجوز الخ ، ص ٣٤٣ ، مطبوعة : دارالكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ هـ-١٩٩٩ء)

یعنی، پس اگر کہا جائے کہ یہ حدیث خبر واحد ہے اور اس کی مثل احادیث سے وجوب ثابت ہوتا ہے نہ کہ فرض، لہٰذا اس کے ترک سے نماز فاسد نہ ہوگی، ہم کہتے ہیں یہ حدیث مشہور ہے اس کے ساتھ فرضیت ثابت ہوگی اور اس کا ترک مُفسِد ہوگا۔

اور صاحبِ ہدایہ برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی نے اس حدیث کو مشہور قرار دیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں ماروينا ه وأنه المشاهير (الهداية ، المجلد (١-٢) ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، ص ٧١ ، مطبوعة : دار ارقم ، بيروت)

یعنی، وہ جسے ہم نے روایت کیا، (یعنی، حدیث أَخِّرُوْ هُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ) وہ مشہور احادیث میں سے ہے۔

اور فقیہ عبدالرحمٰن بن محمد بن سلیمان المعروف بداماد آفندی متوفی ۱۰۷۸ھ

لکھتے ہیں وأنه من المشاهير (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر: المجلد (۱)، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ص ۱۱۱، مطبوعة: دارالطباعة العامرة، مصر ۱۳۱٦)

یعنی، یہ حدیث (أَخِّرُوْ هُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ) مشہور احادیث میں سے ہے ۔

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی صاحبِ ہدایہ کے قول ''یہ حدیث (أَخِّرُوْ هُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ) مشہور احادیث سے ہے'' کے تحت لکھتے ہیں أي وإن الخبر المذكور من الأخبار المشهور، هذا جواب عن سؤال مقدر تقديره أن يقال: هذا خبر الواحد لا يثبت به الفرض كيف أثبتم به فرض القيام؟ فأجاب عنه بقوله: وأنه من المشاهير، وليس بخبر الواحد فيجوز به الزيادة على الكتاب۔

یعنی، یہ خبر مذکور اخبار مشہورہ سے ہے، یہ جواب ہے اس سوال مقدر کا جس کی عبارت تقدیری یہ ہے کہ کہا جائے کہ یہ خبر واحد ہے جس سے فرض ثابت نہیں ہوتا تو تم اس سے فرض قیام (یعنی عورت کو پیچھے رکھنا مرد کا آگے ہونا) کیسے ثابت کرو گے؟ تو صاحبِ ہدایہ نے اس اعتراض کا جواب اپنے اس قول سے دیا کہ یہ حدیث مشہور احادیث میں سے ہے، خبر واحد نہیں ہے پس اس (حدیث) سے کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہوگی۔

اس کے بعد علامہ عینی لکھتے ہیں أقول: هذا كله إذا ثبت كون الخبر المذكور حديثاً مرفوعاً ولم يثبت ذلك كما ذكرنا (البناية شرح الهداية، المجلد (۲)، كتاب الصلاة، باب الإمام، ص ۳۵۰، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۰ھ، ۱۹۹۹ء)

یعنی، میں کہتا ہوں یہ سب اس وقت ہے جب خبر مذکور کا حدیث مرفوع ہونا ثابت ہو حالانکہ اس کا مرفوع ہونا ثابت نہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

اس حدیث سے استدلال کی وجہ

علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی متوفی ۷۸٦ھ اور علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ لکھتے ہیں وجه الاستدلال بقوله: مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ، ما وقال أبو زيد في "الأسرار" إن حيث عبارة عن المكان ولا مكان يجب تأخّرهنّ فيه إلّا مكان الصلاة

یعنی، "مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ" سے استدلال کی وجہ وہ ہے جو ابو زید نے ''الاسرار'' میں کیا، کہ ''حیث'' مکان سے عبارت ہے اور کوئی مکان ایسا نہیں جس میں عورتوں کا پیچھے کرنا واجب ہو سوائے نماز کے۔

اور لکھتے ہیں قيل: يجوز أن يكون "حيث" للتعليل يعني كما أخّرهنّ الله تعالىٰ في الشهادة والإرث والسلطنة وسائر الولايات۔ (العناية على الهداية على هامش الفتح، المجلد (۱)، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ۳۰۹، مطبوعة: داراحياء التراث العربي، بيروت)

یعنی، کہا گیا جائز ہے کہ ''حیث'' تعلیل کے لئے ہو یعنی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شہادت، ارث (وراثت)، سلطنت اور تمام ولایات میں عورتوں کو پیچھے کیا۔

علامہ عینی مزید لکھتے ہیں قلت: أصل حيث أنه ظرف مكان مضاف إلى الجملة الخ (علامہ عینی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں ''حیث'' کا اصل ظرف مکان ہے جو جملے کی طرف مضاف ہے۔

عورت کی اقتداء سے نہی

یہ حدیث عورت کے پیچھے نماز پڑھنے سے نہی (منع) ہے۔

چنانچہ علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں أنه أمر بتأخيرها وهو نهي عن الصلاة خلفها وإلى جانبها أيضاً (البناية شرح الهداية، المجلد (۲)، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص۳۴۳، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء)

یعنی، (اس تمام سے ظاہر یہی ہے کہ عورت کو پیچھے کرنے کا حکم ہے اور یہ عورت کے پیچھے (یعنی اس کی اقتداء میں) نماز پڑھنے سے نہی ہے اور اس کے محاذات (میں نماز پڑھنے) سے بھی (نہی ہے)۔

نہی کی وجہ

علامہ شمس الدین ابوبکر محمد بن ابی سہل سرخسی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں وهذا لأن حال الصلاة حال المناجاة، فلا ينبغي أن يخطر بباله شئ من معاني الشهوة فيه، ومحاذاة المرأة إياه لا تنفك عن ذلك عادةً، فصار الأمر بتأخيرها من فرائض الصلاة، فإذا ترك تفسد صلاته (المبسوط، المجلد (۱)، كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ص ۱۶۹، مطبوعة: دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰ء)

یعنی، وہ اس لئے کہ حالتِ نماز حالتِ مناجات ہے تو نماز میں نمازی کے دل میں معانی شہوت سے کوئی خیال نہیں گزرنا چاہئے اور عورت کی مرد کے ساتھ محاذات عادتاً اس سے جدا نہیں ہوتی پس عورت کو نماز میں پیچھے کرنا کا حکم نماز کے فرائض سے ہو گیا لہٰذا مرد جب اس حکم پر عمل کو ترک کر دیتا ہے تو اُس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

نہی کا تقاضا

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں والنهي يقتضي فساد المنهي، ولأن في تأخيرها صيانة للصلاة عن الفساد وهي واجبة لقوله تعالى: ﴿وَلَا تُبْطِلُوٓا اَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد :/۳۳) (البناية شرح الهداية، المجلد (۱)، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ۳۴۳، مطبوعة: دارا الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹ء)

یعنی، اور نہی کا تقاضا اس کا فساد ہے جس کی نہی کی گئی ہے (یعنی روکا گیا) اور کیونکہ عورتوں کو پیچھے کرنے کا حکم نماز کو فساد سے بچانے کے لئے ہے اور نماز کو فساد سے بچانا اللہ تعالیٰ کے فرمان کی وجہ سے واجب ہے وہ فرمان یہ ہے سورۂ محمد میں فرمایا ''اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو''۔

فقہاء کا اس حدیث سے استدلال

فقیہ ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی متوفی ۳۷۳ھ لکھتے ہیں أما المرأة فلأن تأخيرها مأمور به (فتاوىٰ النوازل، كتاب الصلاة، باب الإمامة والإقتداء الخ، ص ۷۹، مطبوعة: مكتبه اسلامية، كوئته ص ۴۷ و مطبوعة: مير محمد كتب خانه، كراتشي)

یعنی، اگر عورت (کی اقتداء کا جائز نہ ہونا، تو اس لئے اس کو پیچھے کرنا ماموربہ ہے۔

علامہ شمس الدین ابوبکر بن محمد بن ابی سہل سرخسی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں لأن المرأة لا تصلح لإمامة الرجال، قال عليه الصلاة والسلام: أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ (المبسوط، المجلد (۱)، كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ص ۱۶۶، مطبوعة: دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰ء)

یعنی، کیونکہ عورت مردوں کی امام بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی، نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ان (عورتوں) کو وہاں پیچھے کرو جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے کیا ہے۔

فقیہ ابوالفتح ظہیر الدین عبدالرشید بن أبی حنیفہ متوفی ۵۴۰ ھ نے محاذات کے مسئلہ میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں أما الأوّل فلأن الرجل ترك فرض من فرائض الصلاة وهوا التأخير عن الصف لقوله صلى اللّٰه عليه وسلم "أَخِّرُوْ هُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ" یعنی، مگر اول تو وہ اس لئے کہ مرد نے فرائض نماز میں سے ایک فرض کو ترک کردیا اور وہ فرض عورت کو صف سے پیچھے کرنا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "أَخِّرُوْ هُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ"

اور لکھتے ہیں:۔ وإنا نقول : إن الامام يلزمه بإمامة المراة زيادة فرض وهو تأخيرها فلا يلزم مالم يلتزمه (الفتاوىٰ الولوالجية ، المجلد (١) ، كتاب الطهارة ، الفصل العاشر فى حق المريض ومن بمعناه إلى آخر الفصل ، ص ١١٣ ، مطبوعة : دارالكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٤ ھ۔ ٢٠٠٣ء)

یعنی، اور ہم کہتے ہیں کہ امام کو عورت کی امامت سے ایک زائد فرض لازم آئے گا اور وہ فرض عورت کو پیچھے کرنا ہے لہٰذا امام کو وہ لازم نہ ہوگا جس کا اس نے التزام نہیں کیا۔ (یعنی عورت کی امامت کی نیت نہیں کی)

علامہ ناصر الدین ابوالقاسم محمد بن یوسف سمرقندی متوفی ۵۵۶ ھ لکھتے ہیں لايجوز للرجال أن يقتدوا بامرأة لقوله عليه السلام : أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ (وقال فى مسئلة المحاذاة) ولنا قوله عليه السلام : أَخِّرُو هُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ (الفقه النافع ، المجلد (١) ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، فصل

(٦٨ ، ٧٠) ص ٢١٩ ـ ٢٢٠ ، مطبوعة : مكتبة العبيكان ، رياض ، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١ ھ۔ ٢٠٠٠ء)

یعنی، مردوں کو جائز نہیں کہ وہ عورت کی اقتداء کریں کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان، ''ان عورتوں کو وہاں پیچھے کرو جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے کیا'' (اور محاذات کے مسئلہ میں لکھا) اور ہماری دلیل آپ ﷺ کا فرمان ہے، ''ان عورتون کو وہاں پیچھے کرو جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے کیا''۔

امام برہان الدین ابوالحسن علی بن بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ ھ لکھتے ہیں أما المرأة فلقوله عليه السلام : أَخِّرُوْ هُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ فلا يجوز تقديمها (الهداية ، المجلد (١ـ٢) ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، ص ٧٠ ، مطبوعة : دارأرقم ، بيروت)

یعنی، مگر عورت تو (اس کے امام بنانے اور اس کی اقتداء کے عدم جواز) کی وجہ (حدیث) ''أَخِّرُوْ هُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ'' ہے

(یعنی، انکو وہاں پیچھے کرو جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے کیا ہے)

اس کے تحت علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں وإليه أشار المصنّف بقوله : فلا يجوز تقد يمها ، هذه نتيجة قوله : ولا يجوز أن يقتدوا بامرأة

یعنی، اور اسی کی طرف مصنّف (ہدایہ) نے اپنے قول '' تو عورتوں کو (امامت کے لئے) آگے کرنا جائز نہیں ہے کی طرف اشارہ فرمایا یہی نتیجہ ہے صاحبِ ہدایہ کے قول ''اور یہ جائز نہیں کہ مرد عورت کی اقتداء کریں'' کا۔

علامہ عبداللہ محمود موصلی حنفی متوفی ۶۸۳ لکھتے ہیں أما النساء فلقوله عليه السلام "أَخِّرُوْ هُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ " وإنه نهى عن التقديم (الإختيار

لتعليل المختار، المجلد (۱)، مطبوعة: دارالمعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۲۳ ھ-۲۰۰۲ء).

یعنی، مگر عورتوں کی امامت اس لئے جائز نہیں کہ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے
''ان عورتوں کو وہاں پیچھے کرو جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے کیا ہے''

علامہ فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ لکھتے ہیں ونحن نقول: إن الرجل مأمور بتأخير النساء لقوله عليه الصلاة والسلام: "أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ" فإذا ترك التأخير فقد ترك مكانه فتفسد صلاته كالمقتدي إذا تقدم على إمامه، وكسائر المنهيات من الكلام والحدث ونحوهما من المفسد (تبيين الحقائق، المجلد (۱)، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۰ ھ-۲۰۰۰ء)

یعنی، اور ہم کہتے ہیں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمان ''أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ'' کی وجہ سے مرد کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ عورتوں کو (نماز میں) پیچھے کرے، پس جب مرد نے عورت کو نماز میں پیچھے کرنے کو ترک کر دیا تو اس نے اپنے مکان کو ترک کر دیا لہٰذا (اس صورت میں) مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی جیسے اس مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے جو اپنے امام سے آگے بڑھ جائے اور تمام منہیات کی طرح جیسے کلام اور بے وضو ہونا اور ان دو کی مثل مفسداتِ نماز (یعنی جیسے یہ مُفسداتِ نماز ہیں اسی طرح وہ بھی مُفسد نماز ہے)

علامہ ابوبکر بن علی الحدادی متوفی ۸۰۰ھ لکھتے ہیں أما المرأة فلقوله عليه السلام "أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ أي كما أخرهن الله في الشهادت والإرث وجميع الولايات (الجوهرة النيرة، المجلد (۱)، كتاب الصلاة،

باب صفة الصلاة، ص ۷۸، مطبوعة: مير محمد كتب خانه، كراتشي)

یعنی، مگر عورت کی اقتداء اور اس کی امامت اس لئے جائز نہیں کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے، ان عورتوں کو وہاں پیچھے کرو جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے کیا یعنی، جیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں شہادت، وراثت اور تمام ولایات میں پیچھے کیا۔

علامہ محمد بن فراموز الشہیر بمنلا خسرو حنفی متوفی ۸۸۵ھ لکھتے ہیں أما المرأة فلقوله صلى الله عليه وسلم "أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ فلا يجوز تقديمها (الدرر الحكام، المجلد (۱)، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، في الإمامة ص ۸۸، مطبوعة: مطبعة أحمد الكائنة في دارالسعادة ۱۳۲۹ھ، مصر)

یعنی، (مرد کو عورت کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے) مگر (مرد کے لئے) عورت (کی اقتداء کا عدم جواز) اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ'' ہے۔

فقیہ عبدالرحمٰن بن محمد بن سلیمان المعروف بداماد آفندی متوفی ۱۰۷۸ھ نے مرد کے عورت کی اقتداء کے فساد پر ''أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰه'' سے استدلال کیا ہے (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، المجلد (۱)، كتاب الصلاة، باب صفة، فصل، ص ۱۱۱، مطبوعة: دارالطباعة العامرة، مصر ۱۳۱٦ھ)

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۲۹ھ لکھتے ہیں لقوله صلى الله عليه وسلم: "أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ" يعني في صلاة الجماعة وهو نهي عن الصلاة خلفها (امداد الفتاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، باب الإمامة، شروط صحة الإمامة، ص ۳۳۲، مطبوعة: داراحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱ ھ-۲۰۰۱ء)

یعنی، (مرد کا عورت کی اقتداء کرنا درست نہیں) کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "ان عورتوں کو وہاں سے پیچھے کرو جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے کیا" یعنی، نماز باجماعت میں (ان کو پیچھے کرو) اور یہ عورت کے پیچھے نماز پڑھنے سے نہی (یعنی روکنا) ہے

امام برہان الدین ابو المعالی محمود بن صدر الشریعہ بن مازہ بخاری متوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں لأن الرجل إذا قام خلفها ، فهو منهى عنه ضرورة الأمر بالتأخير (المحيط البرهاني ، المجلد (٢) ، كتاب الصلاة ، الفصل السادس أحكام الإمامة والإقتداء ص ١٨٥ ، مطبوعة : ادارة القرآن ، كراتشي ، الطبعة الأولى ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٤ء)

یعنی، (عورت مرد کی امامت نہ کرے) کیونکہ مرد جب عورت کے پیچھے کھڑا ہوگا تو وہ امر بالتاخیر کی ضرورت کی وجہ سے منہیٰ عنہ ہے (یعنی حدیث شریف میں عورتوں کو نماز میں پیچھے کرنے کا حکم ہے تو اس حکم کی ضرورت یہ ہے کہ عورت کو آگے کرنا اور مرد کا اس کے پیچھے کھڑا ہونا ممنوع ہو)۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں تقدير الكلام : لما جاء الأمر بتأخيرها فلا يجوز تقديمها ، فلم يجز الاقتداء بها (البناية شرح الهداية، المجلد (٢)، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص٣٤٣، دار الكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الأولى ١٤٢٠ هـ- ١٩٩٩ء)

یعنی، تقدیری کلام یہ ہوگا کہ جب حدیث (أَخِّرُوْ هُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ) میں عورت کو پیچھے کرنے کا حکم آ گیا، تو اس کی تقدیم جائز نہیں اور نہ (مردوں کو) اس کی اقتداء جائز ہے۔

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں خرج به المرأة للأمر بتأخيرهن (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، باب الإمامة ص ١٦٦، مطبوعة : مكتبة مرزوق ، دمشق)

یعنی، اس (امامت کے لئے ذکورۃ کی شرط) سے عورت نکل گئی کیونکہ (حدیث میں) عورت کو پیچھے کرنے کا حکم ہے۔

علامہ سید احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں والأمر بتأخيرهن نهى عن الصلاة خلفهن (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، ص ٨٨ ، مطبوعة : دار الكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ- ١٩٩٨ء)

یعنی، اور حدیث (أَخِّرُوْ هُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ) میں عورتوں کو پیچھے کرنے کا حکم ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے نہی ہے۔

تیسری حدیث

"خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا ، وَشَرُّهَا آخِرُهَا ، وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا ، وَ شَرُّهَا أَوَّلُهَا" ۔ (رواه مسلم في "صحيحه" في كتاب الصلاة : باب تسوية الصفوف الخ، برقم : ١٣٢ ـ ١٣٣ / ٤٤٠ من طريق زهير بن حرب ، حدّثنا جرير ، عن سهيل ، عن أبيه ، عن أبي هريرة ومن طريق قُتيبة بن سعيد ، قال : حدّثنا عبدالعزيز يعني الدراوردىّ، عن سهيل بهذا لإسناد، ورواه أبو داؤد في "سننه" في كتاب الصلاة : باب صفة النساء والتأخر عن الصف الأول، برقم : ٦٧٨ من طريق محمد بن الصبّاح البزّار، حدثنا خالد و إسماعيل ابن زكريا، عن سهيل بن أبي صالح ، عن أبيه ، عنه ، ورواه الترمذي في "جامعه" في الصلاة ، باب ماجاء في فضل الصف الأول ، برقم : ٢٢٤ من طريق مسلم (أى من طريق قتيبة الخ)، ورواه النسائي في "سننه" (أي في المجتبىٰ) في الصلاة، باب ذكر خير صفوف النساء وشرّ صفوف الرجال، برقم : ٨٢٠ من طريق إسحاق بن إبراهيم ، قال : حدّثنا جرير ، عن سهيل الخ ، ورواه ابن ماجه في "سننه" في إقامة الصلوات ، باب صفوف النساء ، برقم : ١٠٠٠ من طريق أحمد بن عبدة، حدثنا

عبدالعزيز بن محمد، عن العلاء، عن أبيه، عنه، وعن سهيل، عن أبيه، عنه، ورواه الدارمی فی "سننه"، برقم: ۱۲٦۸ وأحمد فی المسند" (۳/۱۲) و أيضاً رواه ابن ماجة برقم: ۱۰۰۱، بلفظ "خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ مُقَدَّمُهَا، وَشَرُّهَا مُؤَخَّرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ مُؤَخَّرُهَا، وَ شَرُّهَا مُقَدَّمُهَا" من طريق علی بن محمد، حدثنا وکيع، عن سفيان، عن عبدالله بن محمد بن عقيل، عن جابر بن عبدالله

یعنی، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مردوں کی صفوں میں (ثواب زیادہ ہونے کی وجہ سے) بہتر صف پہلی صف ہے اور ان میں (ثواب کے اعتبار سے) بُری صف آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں بہتر صف آخری صف ہے اور ان میں بُری صف پہلی صف ہے" اسے حضرت ابو ہریرہ سے مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، احمد وغیرھم نے روایت کیا اور ابن ماجہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی کچھ الفاظ کے اختلاف سے روایت کیا ہے۔

اس باب میں دیگر صحابہ سے مروی احادیث بھی ہیں جیسا کہ امام ترمذی لکھتے ہیں فی الباب عن جابر، وابن عباس، وابن عمر، وأبی سعيد، وأبیّ، وعائشة، والعرباض بن سارية، وأنس

یعنی، اس باب میں حضرت جابر، ابن عباس، ابن عمر، ابوسعید، اُبی، اُمّ المومنین عائشہ، عرباض بن ساریہ اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے احادیث ہیں۔

اور لکھتے ہیں حديث أبی هريرة حديث حسن صحيح

یعنی، حدیث ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ "حسن صحیح" ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی فضل الصف الأول، برقم: ۲۲٤، ۲۲۵)

اس حدیث سے استدلال

برہان الدین ابوالحسن علی ابن ابی بکر مرغینانی صاحبِ ہدایہ نے لکھا کہ مردوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ (نماز میں) عورت کی اقتداء کریں اور دلیل کے طور حدیث "أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ" پیش کی اور امام زیلعی نے "نصب الراية" کے نام سے احادیثِ ہدایہ کی تخریج فرمائی جس کا "الدراية فی تخريج الهداية" کے نام سے حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے اختصار کیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں وفی الباب عن أبی هريرة رفعه "خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَ شَرُّهَا أَوَّلُهَا" أخرجه مسلم وغيره (الدراية فی تخريج أحاديث الهداية علی هامش الهداية، المجلد (۱)، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ۱۲۵، مطبوعة: مكتبه شركة علمية، ملتان)

یعنی، اس باب (یعنی عورت کی اقتداء کے عدم جواز میں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کا انہوں نے رفع کیا (یعنی مرفوع حدیث ہے) وہ حدیث یہ ہے کہ "مردوں کی صفوں میں (ثواب زیادہ ہونے کی وجہ سے) بہتر صف پہلی صف ہے اور ان میں (ثواب کے اعتبار سے) بُری صف آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں بہتر صف آخری صف ہے اور ان میں بُری صف پہلی صف ہے"

اسی طرح اس حدیث سے عورت کی اقتداء اور اس کا مردوں کی امام بننے کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہوئے علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی الشافعی متوفی ۹۰۲ھ اور ان کے حوالے سے علامہ اسماعیل بن محمد بن عبدالہادی الجراحی العجلونی الشافعی متوفی ۱۱۶۲ھ لکھتے ہیں وفی الباب عن أبی هريرة مرفوعاً

خیر صفوف الرجال والنّساء وشرّها، وغیرها من الأحادیث ولا نطیل بها. وأشار لبعضها شیخنا فی "مختصر تخریج الهدایة" (المقاصد الحسنة، باب الهمزہ، ص ۵۱ (برقم: ۴۱) مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۰۷ھ۔ ۱۹۸۷ء) (کشف الخفاء، المجلد (۱)، حرف الهمزہ مع الخاء، ص ۵۹، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۹۱۸ھ۔۱۹۹۷ء)

یعنی، اوراس باب میں (یعنی وہ احادیث جن میں عورتوں کے پیچھے کرنے اوران کی اقتداء کے عدمِ جواز کا بیان ہے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث ہے جس میں مردوں اورعورتوں کی اچھی اور بُری صفوں کا ذکر ہے اوراس کے علاوہ دوسری احادیث، اورہم (اس مقام پر) کلام طویل نہیں کرتے جس کے بعض کی طرف ہمارے شیخ نے "مختصر تخریج ہدایہ" میں اشارہ فرمایا ہے

<u>استدلال کی وجہ:</u>

حدیث شریف میں عورتوں کی پہلی صف جو مردوں اور بچوں کے بعد ہوتی ہے اس کو بھی شرُّ صفوفِ النساءعورتوں کی صفوف میں بُری صف کہا گیا اورعورتوں کی آخری صف میں زیادہ ثواب رکھا گیا اور پہلی صف میں کم اورایسا کیوں کیا گیا اس کی وجہ کیا ہے؟

چنانچہ علامہ فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی متوفی ۷۴۳ھ لکھتے ہیں ولأن حالة الصلاة حالة المناجاة فلا ینبغی أن یخطر ببالہ شیئ بأسباب التحریك لأنـه قد یفضی إلی فساد الصلاة ومحاذاتها الرجل لا یخلو عن ذلك غالباً فیکون التأخیر من الفرائض صیانةً لصلاته عن البطلان۔ (تبیین الحقائق، المجلد (۱)، کتاب الصلاة، باب الإمامة والحدث فی الصلاة، ص۳۲۵، دار الکتب العلمیة، بیروت،

الطبعة الأولی ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء)

یعنی، اوراس لئے کہ حالتِ نماز مناجات کی حالت ہے لہٰذااس حالت میں دل میں تحریک کے اسباب کا گذر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ دل میں اسبابِ تحریک کا گزرنا کبھی فسادِ نماز تک پہنچادیتا ہے اورعورت کا مرد کے محاذی ہونا اکثر اوقات اس سے خالی نہیں پس نماز کو بطلان سے محفوظ رکھنے کے لئے عورت کی تاخیر فرائضِ نماز سے ہوگئی۔

اور علامہ ابوالحسن نورالدین بن عبدالہادی سندھی متوفی ۱۱۳۸ھ مندرجہ بالا حدیث کے تحت لکھتے ہیں وفی النساء بالعکس وذلك لأن المقاربة أنفاس الرجال للنساء یخاف منها أن تشویش المرأة علی الرجل والرجل علی المرأة ثم هذا التفصیل فی صفوف النساء عند الاختلاط بالرجال کذا قیل: ویمکن حمله علی إطلاقه لمراعاة الستر فتأمل واللّٰه تعالیٰ أعلم۔ (حاشیة السندی علی السنن للنسائی، الجزء (۲)، کتاب الإمامة، باب (۳۳) خیر صفوف النساء إلخ، ص ۷۰، برقم: ۸۲۰، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳ء)

یعنی، اورعورتوں میں اس کے برعکس ہے اور وہ اس لئے کہ مردوں کے عورتوں کے قریب ہونے سے خوف ہے کہ عورت مرد پراختلاط کرے یا مرد عورت پر۔ پھر یہ تفصیل عورتوں کی صفوں میں مردوں کے ساتھ اختلاط کے وقت ہے اسی طرح کہا گیا اورممکن ہے پردے کی رعایت کرتے ہوئے اس تفصیل کواپنے اطلاق پرمحمول کیا جائے۔

لہٰذا جو وجہ عورتوں کی پہلی صف کو بُری صف قرار دینے کی ہے وہی عورت کو

امام نہ بنانے میں بھی موجود ہے جو کہ کسی بھی سمجھدار منصف مزاج مسلمان پر پوشیدہ نہیں۔

فقہاء کرام نے لکھا کہ محاذات کی صورت میں مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے علامہ شمس الدین ابو بکر محمد بن ابی سہل سرخسی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں اور ہماری دلیل یہ ہے کہ مرد نے اپنے اس مکان کو ترک کر دیا جو شرع نے اس کے لئے چُنا ہے، پس اس کی نماز فاسد ہو جائے گی جیسا کہ عورتوں کی صفوں میں بہتر صف آخری صف ہے اور بُری صف پہلی صف ہے فالمختار للرجال التقدم على النساء، فإذا وقف بجنبها أو خلفها، فقد ترك المكان المختار له وترك فرضاً من فروض الصلاة أيضاً، فإن عليه أن يؤخرها عند أداء الصلاة بالجماعة (المبسوط للسرخسي، المجلد (١)، كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ص١٦٩، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، وہ مکان جو مردوں کے لئے چنا گیا ہے وہ عورتوں پر تقدم ہے، پس جب مرد عورت کی جانب یا اس کے پیچھے کھڑا ہوگا تو اس نے اپنی وہ جگہ ترک کر دی جو شرع نے اس کے لئے چُنی اور مرد نے (اس صورت میں) نماز کے فرائض میں سے ایک فرض بھی ترک کر دیا۔ لہٰذا مرد پر لازم ہے کہ عورت کو نماز باجماعت کے وقت پیچھے کرے۔ (نہ یہ کہ اسے اپنا امام بنالے)۔

چوتھی حدیث:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ"۔ ثَلَاثاً رواه مسلم في "صحيحه" في الصلاة، باب تسوية الصفوف إلخ۔ برقم:١٢٢/٤٣٢ من طريق يحيى بن حبيب الحارثي وصالح بن حاتم بن وردان، قالا: حدثنا يزيد

بن زريع، حدّثني خالد الحذاء، عن أبي معشر، عن إبراهيم، عن علقمة، عن ابن مسعود، ورواه بسندين آخرين، وأبو داود في "سننه" في الصلاة، باب من يستحب أن يلي الإمام، برقم:٦٧٤ من طريق ابن كثير، أخبرنا سفيان، عن الأعمش عن عمارة بن عُمير، عن أبي معمر، عن أبي مسعود، والترمذي في "جامعه" في الصلاة، باب ما جاء ليليني منكم إلخ، برقم:٢٢٨، من طريق نصر بن علي الجهضميّ، حدثنا يزيد بن زريع، حدثنا خالد الحذاء، عن أبي معشر، عن إبراهيم، عن علقمة، عن عبد الله والدارمي في "سننه" برقم:١٢٦٧، وأحمد في "المسند" ١/٤٥٧۔

یعنی، تم میں سے اصحاب علم و عقل مجھ سے قریب رہیں پھر وہ لوگ جو ان سے ملتے ہوں (یہ ارشاد تین مرتبہ فرمایا)

اس حدیث کو امام مسلم نے تین مختلف اسناد کے ساتھ اپنی ''صحیح'' میں، ابو داؤد نے اپنی ''سنن'' میں، ترمذی نے اپنی ''جامع وسنن'' میں، دارمی نے اپنی ''سنن'' میں اور احمد نے ''المسند'' میں روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے استدلال:

علامہ فخر الدین عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ صاحبِ کنز کے قول ''صف بندی کی جائے مردوں کی پھر بچوں کی پھر عورتوں کی'' کے تحت لکھتے ہیں نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمان ''تم میں سے اصحابِ علم و عقل مجھ سے قریب رہیں اور مسلم شریف کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے ''مردوں کی صفوں میں بہتر صف پہلی صف ہے اور ان میں بُری صف آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں بہتر صف آخری صف ہے اور ان میں بُری صف پہلی صف ہے'' ولأن في المحاذاة مفسدة فيؤخرن۔ یعنی، اس لئے کہ محاذات مفسدِ نماز ہیں اس لئے عورتیں پیچھے رہیں گی۔
(تبيين الحقائق، المجلد (١)، كتاب الصلاة، باب الإمامة والحدث في الصلاة، ص٣٥٠، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

صاحبِ کنز کے اسی قول کے تحت علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں لقوله عليه السلام: "ليليني منكم أولو الأحلام والنهىٰ" ولأن المحاذاة مفسدة فيؤخرون (البحر الرائق، المجلد (١)، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص٣٥٣، مطبوعة: إيچ إيم سعيد كمپنى، كراتشى)

یعنی، یہ حکم نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے اصحابِ عقل وعلم مجھ سے قریب رہیں اور اس لئے (بھی یہ حکم ہے) کہ عورت کی محاذات مفسدِ نماز ہے لہٰذا (مرد عورتوں کو) پیچھے کریں۔

وجہِ استدلال:

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اصحابِ علم وعقل کو آگے آنے کا حکم فرمایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ آگے ہونا اصحابِ علم وعقل کا ہی حق ہے اور عورتوں کا حق نہیں کیونکہ وہ ناقصات العقل ہیں کیونکہ زبانِ رسالت سے عورتوں کو ناقصات العقل اور ناقصاتِ دین فرمایا گیا ہے۔ اور اس حدیث سے فقہاءِ کرام نے ترتیبِ صفوف میں مردوں کو آگے کھڑا کرنے ان کے پیچھے بچوں اور عورتوں کو سب سے آخر میں کھڑا کرنے پر استدلال کیا ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی اور عورت کو مردوں کی امامت کرنا اور مردوں کا اس کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے۔

پانچویں حدیث:

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ "أَنَّهُ أَمَّ قَوْمَهُ وَصَفَّ الرِّجَالَ فِي أَدْنَى الصَّفِ، وَصَفَّ الْوِلْدَانَ خَلْفَهُمْ، وَصَفَّ النِّسَاءَ خَلْفَهُمْ"۔ أخرجه أحمد

موقوفاً لكن فيه "حَتّٰى أُرِيَكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ"۔ وأخرجه ابن أبى شيبة والطبرانى من وجه آخر فصرّح برفعه وكذلك حارث بن أسامة (الدراية فى تخريج أحاديث الهداية على هامش الهداية، المجلد (١)، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص١٢٥، مطبوعة: مكتبه شركة العلمية، ملتان)

یعنی، اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''انہوں نے اپنی قوم کی امامت فرمائی تو مردوں کی صف قریب بنائی ان کے پیچھے بچوں کی صف اور ان کے پیچھے عورتوں کی صف''، اسے امام احمد نے موقوفاً روایت کیا لیکن ان میں فرمایا ''میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی سی نماز دکھاؤں'' اور اسے ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے دوسری وجہ سے روایت کیا اور اس کے مرفوع ہونے کی تصریح کی اور اسی طرح حارث بن اسامہ نے۔

امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابنِ ہمام متوفی ۸۶۱ھ اور ان سے علامہ شیخ شبلی لکھتے ہیں بہتر ہے کہ اس حدیث سے استدلال کیا جائے جس کی امام احمد نے اپنی ''مسند'' میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تخریج کی "أَنَّهُ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ اجْتَمِعُوْا وَاجْمَعُوْا نِسَائَكُمْ وَابْنَائَكُمْ حَتّٰى أُرِيَكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاجْتَمَعُوْا وَاجْمَعُوْا وَابْنَائَهُمْ نِسَائَهُمْ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَاَرَاهُمْ كَيْفَ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ تَقَدَّمَ وَصَفَّ الرِّجَالَ ثُمَّ أَدْنَى الصَّفِّ، وَصَفَّ الْوِلْدَانَ خَلْفَهُمْ، وَصَفَّ النِّسَاءَ خَلْفَ الصِّبْيَانِ" الحديث ورواه ابن أبى شيبة اهـ (فتح القدير المجلد (١)، كتاب الصلاة، باب الإمامه، ص ٣١١ مطبوعة: داراحياء التراث العربى، بيروت) (وحاشيه الشبلى على التبيين، المجلد (١) كتاب الصلاة، باب الإمامة والحدث فى الصلاة، ص٣٥٠، مطبوعة دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، آپ نے فرمایا، اے اشعریوں کی جماعت! جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور بچوں کو جمع کر لو تا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی سی نماز دکھاؤں پس آپ کے قبیلہ والے جمع ہو گئے اور انہوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو جمع کر لیا تو آپ نے وضو کیا اور انہیں دکھایا کہ آپ ﷺ کیسے وضو فرماتے تھے پھر آگے بڑھے مردوں کی صف بنائی پھر ان کے پیچھے بچوں کی صف بنائی اور بچوں کے پیچھے عورتوں کی صف بنائی۔

وجہِ استدلال:

نبی کریم ﷺ لوگوں کی صف بناتے تو مردوں کو لڑکوں سے آگے صف میں اور لڑکوں کو پیچھے۔ اور عورتوں کو لڑکوں سے پیچھے کرتے۔ تو معلوم ہوا کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطلوب و مقصود یہ ہے کہ عورتیں پیچھے رہیں اور عورت کو امام بنا کر مردوں کے اس کی اقتداء کرنے کی صورت میں عورت کو آگے کرنا ہے جو کہ شارع علیہ السلام کے مطلوب کے بداہۃً خلاف ہے۔

ایک اعتراض

علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی متوفی ۷۸۶ لکھتے ہیں فإن قيل هذا الحديث يدل على تقديم الرجال على الصبيان وأما تقديم الصبيان على النساء فلا دلالة عليه أجيب بأن الصبيان تابعة للرجال لإحتمال رجوليتهم ويجوز أن يقال تقديمهم عليهن ثابت بفعل النبي ﷺ فانه أقام العجوز وراء اليتيم (العناية على اهداية على هامش الفتح، المجلد (۱)، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ۳۱۱، مطبوعة: داراحياء التراث العربي، بيروت)

یعنی، اگر کہا جائے کہ یہ حدیث مردوں کی بچوں پر تقدیم پر دلالت کرتی ہے مگر

بچوں کی عورتوں پر تقدیم تو اس حدیث میں اس پر کوئی دلالت نہیں (تو کہنے والے کو) جواب دوں گا کہ بچے ان میں مرد ہونے کے احتمال کی وجہ سے مردوں کے تابع ہیں۔

اور جائز ہے کہ کہا جائے بچوں کی عورتوں پر تقدیم نبی ﷺ کے فعل سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے بوڑھی (عورت) کو یتیم (بچے) کے پیچھے کھڑا کیا۔

اس کے علاوہ متعدد احادیث ایسی ہیں جو عورت کی امامت اور اس کی اقتداء کے عدم جواز پر دلالت کرتی ہیں ہم اس مقام پر انہی احادیث پر اکتفاء کرتے ہیں تا کہ کلام زیادہ طویل نہ ہو۔

اجماع

عدم جواز کی دوسری وجہ اجماعِ فقہاء کرام ہے کیونکہ فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ مردوں کو عورتوں کی اقتداء کرنا، لہٰذا عورت کو مردوں کا امام بنانا جائز نہیں۔

چنانچہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ "شرح عقائد" کی شرح میں لکھتے ہیں وأيضاً قد أجمع الأمة على عدم نصبها حتى في الإمامة الصغرى (النبراس شرح شرح العقائد، بحث إمامة: ويشترط أن يكون الإمام من أهل الولاية، ص ۳۲۱، مطبوعة: مكتبه حقانية، ملتان)

یعنی، اور امت کا اس پر بھی اجماع ہے کہ عورت کو امامت کے منصب پر متعین نہ کیا جائے حتی کہ امامت صغری (یعنی نماز) کے لئے بھی نہیں۔

اس کے حاشیہ میں مولوی برخوردار لکھتے ہیں قوله: في الإمامة الصغرى وهي إمامة الصلاة قال في "الفتح" قد اتفقوا على اشتراط الذكورة (حاشيه شرح شرح العقائد، بحث إمامة ص ۵۳۶، مطبوعة: نعمان كتب خانه، كابل افغانستان)

یعنی، صاحب نبراس کا قول کہ عورت کو امامت صغری کے منصب پر بھی

تعینات نہ کیا جائے اور امام صغریٰ وہ نماز کی امامت ہے ''فتح القدیر'' میں فرمایا کہ ان کا امامت کے لئے ذکورت کے شرط ہونے پر اتفاق ہے۔

علامہ عالم بن العلاء الانصاری الھندی متوفی ۸۷۶ھ لکھتے ہیں لا تـؤم المرأة الرجل، وفی " التهذيب " اتفاقاً (الفتاویٰ التاتار خانية، المجلد (۱)، كتاب الصلاة، الفصل السادس، بيامن يصلح إماماً لغيره الخ، ص ٤٢٢، مطبوعة: داراحياء التراث العربی، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٥ هـ- ٢٠٠٤ء)

یعنی، عورت مرد کی امامت نہ کرے، اور ''تہذیب'' میں ہے کہ اس پر اتفاق ہے۔

اور امام کمال الدین ابن ہمام لکھتے ہیں وبدلالة الإجماع على عدم جواز إمامتها للرجل فإنه اما لنقصان حالها أو لعدم صلاحيتها للإمامة مطلقاً أو لفقد شرط أو لترك المقام

یعنی، اور عورت کا مرد کی امامت کرنا اس کے جائز نہ ہونے کی وجہ اجماع کی دلالت ہے (یعنی اجماع اس پر دلالت کرتا ہے کہ عورت مرد کی امامت کرے یہ جائز نہیں) پس وہ یا تو اس حال کے ناقص ہونے کی وجہ سے یا عورت میں مطلقاً امامت کی صلاحیت نہ ہونے کی وجہ سے (امامت کبریٰ ہو یا صغریٰ) یا شرط (ذکورۃ) مفقود ہونے کی وجہ سے یا اس کا وہ مقام جو فرض ہے (یعنی پیچھے رہنا) کے ترک کی وجہ سے (یعنی عدم جواز ان چار وجوہ میں کسی وجہ سے ہے)۔

اور لکھتے ہیں لأنا أجمعنا على عدم جواز اقتداء الرجل بالمرأة (فتح القدير المجلد (۱)، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ۳۱۲ مطبوعة: داراحياء التراث العربي، بيروت)

یعنی، کیونکہ ہم نے مرد کے عورت کی اقتداء کرنے کے عدم جواز پر اجماع کیا

ہے۔

اور علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں۔وفی "المجتبى": يمسك في المسئلة بالإجماع (البناية شرح الهداية، المجلد (۲)، كتاب الصلاة، باب في الإمامة، ص ۳٤۳، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۰ هـ- ۱۹۹۹ء)

یعنی، اور ''مجتبیٰ'' میں ہے اس مسئلہ (یعنی عورت کی امامت کے ناجائز ہونے) میں اجماع سے دلیل پکڑی جاتی ہے۔

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں ونـقـل فـي " المجتبى " الإجماع عليه (البحر الرائق، المجلد (۱)، كتاب الصلاة، باب الإمامة، تحت قوله: وفسد اقتداء الخ، ص ۳۵۹، مطبوعة: ايچ ايم سعيد كمپنى، كراتشى)

یعنی، ''مجتبیٰ'' میں اس مسئلہ پر اجماع نقل کیا ہے۔

اور علامہ سراج الدین ابن نجیم متوفی ۱۰۰۵ھ نے بھی اس پر اجماع کو بیان کیا ہے (النهر الفائق، المجلد (۲) كتاب الصلاة، باب الإمامة والحدث في الصلاة، ص ۲۵۱، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲ هـ-۲۰۰۲ء)

اور علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں والمراد به إجماع المجتهدين (البناية شرح الهداية، المجلد (۲)، كتاب الصلاة، باب الإمامة ص ۲٤۳، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۰ هـ- ۱۹۹۹ء)

یعنی، اور اجماع سے مراد مجتہدین کا اجماع ہے۔

اقوالِ فقہاء

ذیل میں عورت کی امامت اور مردوں کی اقتداء کے عدم جواز پر فقہاء کرام کے اقوال ذکر کئے جاتے ہیں۔

شرط ذکورت

فقہاء کرام نے مردوں کے امام میں چھ شرطوں کا پایا جانا ضروری قرار دیا ہے ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ مردوں کا امام مذکر (یعنی مرد) ہو جس سے صاف ظاہر ہے کہ عورت مرد کی امام نہیں بن سکتی اور اگر بن گئی تو اس کی اقتداء میں مردوں کی نماز نہ ہوگی کیونکہ شرط فوت ہو جانے کی صورت میں مشروط نہیں پایا جاتا۔

چنانچہ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ اور علامہ ابن عابدین شامی کے فرزند علامہ علاؤالدین عابدین لکھتے ہیں وشـروط صـحة الإمـامة للرجـال الأصـحّـاء ستّة أشياء : الإسلام ، والبلوغ ، والعقل ، والذكورة ، والسلامة مـن الأعذار كالرُّعاف ، والفأفأة ، والتمتمه ، واللّثغ ، وفقد شرط كطهارة ، وستر عورة (نـور الإيـضـاح ، كتـاب الـصـلاة ، باب الإمامة ، ص ۱٦٦ ، مطبوعة : مكتبة مـرزوق ، دمشـق) (الهـدية العلائية ، الصلاة وأوقاتها : الإمامة ، ص ٥٣ ـ ٥٤ مطبوعة : المكتبة القدس ، كوئٹه)

یعنی ، غیر معذور مردوں کی امامت تک کے صحیح ہونے کے لئے چھ باتیں شرط ہیں (۱) اسلام (۲) بلوغت (۳) عقل (۴) مرد ہونا (۵) قرأت (۶) عذروں کے سلامت ہونا مثلاً نکسیر، گفتگو میں فاء کلمے کا زیادہ نکلنا، بات کرتے ہوئے تاء کا زیادہ نکلنا، سین کی جگہ ثاء اور راء کی جگہ غین پڑھنا۔ کسی شرط کا نہ پایا جانا مثلاً طہارت اور ستر عورت۔

لہٰذا غیر معذور مردوں کی امامت کے صحیح ہونے کے لئے چھ شرط میں سے چوتھی شرط مرد ہونا ہے۔

چنانچہ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی لکھتے ہیں والـرابـع الـذكـورة : (إمـدادالفتّاح ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، شروط صحة الإمامة ص ۲۳۲ ، مطبوعة : داراحياء التراث العربى ، بيروت الطبعة الأولى ۱٤۲۱ ھ ـ ۲۰۰۱ء)

یعنی ، اور چوتھی شرط ذکورت (مرد ہونا ہے لہٰذا مرد کا عورت کی اقتداء کرنا درست نہیں)۔

اور دائرۃ الأوقاف کے دبئ کے ادارۂ افتاء کے فتاویٰ میں ہے إن لـلإمـامة شروطاً ومنها الذكورة (فتاوىٰ شرعية : المجلد (۱) ، فتاوىٰ كتاب الصلاة ، اقتداء النساء ، ص ٦٨ ، مطبوعة : مطبعة البيان ، دبى ، الطبعة الأولىٰ ۱٤۱۸ ء ـ ۱۹۹۸ء)

یعنی، امامت کی چند شرطیں ہیں ان میں سے ایک شرط مرد ہونا ہے۔

جب غیر معذور مردوں کی امامت کے صحیح ہونے کے لئے ایک شرط مرد ہونا قرار پائی تو غیر مرد کا غیر معذور مردوں کی امامت کرنا جائز نہ ہوگا۔

عورت کی امامت جائز نہیں

علامہ عبداللہ بن محمود موصلی حنفی متوفی ۶۸۳ لکھتے ہیں ولا تـجـوز إمـامة النساء والصبيان للرجال (المـخـتـار ، المجلد (۱) ، كتاب الصلاة ، فصل أحكام صلاة الجماعة ، ص ۸۱ ، مطبوعة : دارالمعرفة ، بيروت الطبعة الأولىٰ ۱٤۲۳ ھ ـ ۲۰۰۲ء)

یعنی، عورتوں اور بچوں کا مردوں کی امامت کرنا جائز نہیں۔

عورت کی امامت درست نہیں

دائرۃ الأوقاف دبئ کے ادارۂ افتاء کے فتاویٰ میں ہے فلا يـصـح إمـامة النساء للرجال (فتـاوىٰ شـرعية ، المجلد (۱) ، فتاوىٰ كتاب الصلاة ، اقتداء النساء ص ٦٨ ، مطبوعة : مطبعة البيان ، دبى ، الطبعة الأولىٰ ۱٤۱۸ ھ ـ ۱۹۹۸ء)

یعنی، لہٰذا عورت کا مردوں کی امامت کرنا جائز نہیں (کیونکہ مردوں کے امام کے لئے مرد ہونا شرط ہے)۔

عورت مرد کی امامت نہ کرے

جب عورت کا مردوں کی امامت کرنا جائز و درست ہی نہیں تو شریعت مطہرہ میں عورت کو مردوں کی امامت کرنے سے روک دیا گیا۔

چنانچہ برہان الدین علامہ ابو المعالی محمود بن صدر الشریعہ بن مازہ بخاری متوفی ۶۱۶ لکھتے ہیں قال ولا تؤمّ المرأة الرجل (المحيط البرهاني، المجلد (٢)، كتاب الصلاة، الفصل السادس أحكام الإمامة والاقتداء، (١٥٣٦) ص ١٨٥، مطبوعة: إدارة القرآن، كراتشي، البطعة الأولىٰ ١٤٢٤هـ-٢٠٠٤ء)

یعنی، فرمایا اور عورت مرد کی امامت نہ کرے۔

علامہ عالم بن العلاء انصاری متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں عورت مرد کی امامت نہ کرے (الفتاویٰ التاتار خانیترا، المجلد (١)، كتاب الصلاة، الفصل السادس ص٤٤٢، مبطوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٥هـ-٢٠٠٤ء)

عورت کی اقتداء جائز نہیں

جس طرح عورت کو مردوں کی امامت کرنے سے منع کیا گیا اسی طرح مردوں کو بتایا گیا تمہارا عورت کی اقتداء کرنا جائز نہیں۔

چنانچہ علامہ ابو الحسن احمد بن محمد قدوری متوفی ۴۲۸ھ لکھتے ہیں ولا يجوز للرجال أن يقتدوا بامرأة (القدوری، كتاب الصلاة، باب الجماعة، ص ٢٠، مطبوعة: مير محمد كتب خانه، كراتشي)

یعنی، مردوں کو جائز نہیں کہ وہ عورت کی اقتدا کریں۔

علامہ ناصر الدین ابو القاسم محمد بن یوسف حسنی سمرقندی متوفی ۵۵۶ھ لکھتے ہیں ولا يجوز للرجال أن يقتدوا بامرأة (الفقه النافع، المجلد (١)، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل (٦٨)، ص ٢١٩، مطبوعة: مكتبة العبيكان، رياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ-٢٠٠٠ء)

یعنی، مردوں کو جائز نہیں کہ وہ عورت کی اقتداء کریں۔

علامہ علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں ولا يجوز الاقتداء بالكافر، ولا اقتداء الرجل بالمرأة (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، المجلد (١)، كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الأركان، ص ٦١٦، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ-١٩٩٨ء)

یعنی، اور کافر کی اقتداء جائز نہیں اور نہ مرد کو عورت کی اقتداء جائز ہے۔

برہان الدین علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں ولا يجوز أن يقتدوا بامرأة أوصبي (الهداية، المجلد (١-٢)، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ٧٠ مطبوعة: دار ارقم، بيروت)

یعنی، جائز نہیں کہ مرد حضرات عورت یا بچے کی اقتداء کریں۔

اسی طرح علامہ قاسم بن قطلو بغا مصری حنفی متوفی ۸۷۹ھ نے ''تصحیح قدوری'' میں لکھا ہے (التصحيح والترجيح، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ص ١٦٧ - ١٦٨ مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ-٢٠٠٣ء)

اور علامہ نظام الدین حنفی ۱۱۶۱ھ لکھتے ہیں ولا يجوز إقتداء رجل بامرأة (الفتاوىٰ الهندية المجلد (١)، كتاب صلاةْ الباب الخامس فى الإمامة" الفصل الثالث فى بيان من يصلح إماماً بغيره، ص ٨٥، مطبوعة: دارالمعرفة، بيروت الطبعة الثالثة ١٣٩٣هـ-١٩٧٣ء)

یعنی، مرد کا عورت کی اقتداء کرنا جائز نہیں۔

عورت کی اقتداء درست نہیں

اور اگر مرد نماز میں کسی عورت کی اقتداء کرلیں تو ان کی اقتداء درست نہ ہوگی چنانچہ علامہ حسن منصور اوزجندی المعروف بقاضیخان متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں لا یصح الاقتداء بالمرأۃ (فتاوی قاضیخان علی ہامش الفتاویٰ الھندیۃ، المجلد، (۱)، کتاب الصلاۃ باب افتتاح الصلاۃ فصل فی من یصح الاقتدأ بہ وفی من لایصح، ص ۸۸، مطبوعۃ: دارالمعرفۃ، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۳ھ۔ ۱۹۷۳ء)

یعنی، عورت کی اقتداء کرنا درست نہیں۔

علامہ طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری ۵۴۲ھ لکھتے ہیں لا یصح اقتداء الرجل بالمرأۃ (خلاصۃ الفتاویٰ، المجلد (۱)، کتاب الصلاۃ، الفصل الخامس عشر فی الإمامۃ والاقتداء، ص ۱٤٦، مطبوعۃ: المکتبۃ الرشیدیۃ، کوئٹہ)

یعنی، مرد کا عورت کی اقتداء کرنا صحیح نہیں۔

حسن بن عمار شرنبلالی لکھتے ہیں فلا یصح اقتداء الرجل بالمرأۃ (إمداد الفتاح، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، شروط صحۃ الإمامۃ، ص ۲۳۲، مطبوعۃ: داراحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الأولیٰ ۱٤۲۱ھ۔ ۲۰۰۱ء)

یعنی، پس مرد کا عورت کی اقتداء کرنا درست نہیں۔

علامہ سید محمد بن احمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں فلا یصح اقتداء الرجل بہا وصلاتہا فی ذاتہا صحیحۃ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ص ۲۸۸، مطبوعۃ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی ۱٤۱۸ھ۔ ۱۹۹۸ء)

یعنی، مرد کا عورت کی اقتداء کرنا صحیح نہیں اور عورت کی اپنی نماز درست ہے۔

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں صاحب درمختار نے فرمایا کہ امام نے عورت کو نماز میں خلیفہ بنایا تو سب کی نماز فاسد ہوجائے گی أما الرجال والإمام فلعدم صحہ اقتداء الرجال بالمرأۃ

(الردالمحتار علی الدرالمختار، المجلد (۱)، کتاب الصلاۃ باب الإمامۃ، مطلب: إذا صلی الشافعی الخ ص ٥٦٥، مطبوعۃ: دارالفکر، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۹ھ۔ ۱۹۷۹ء)

یعنی، مگر مردوں اور امام کی نماز اس لئے فاسد ہوگی کہ مردوں کا عورت کی اقتداء کرنا صحیح نہیں۔

علامہ علاؤالدین عابدین لکھتے ہیں لا یصح اقتداء رجل بامرأۃ (الھدیۃ العلائیۃ، الصلاۃ وأوقاتہا: الإمامۃ، ص ٥٨، مطبوعۃ: المکتبۃ القدس، کوئٹہ)

عورت کی اقتداء فاسد ہے

علامہ ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد حنفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں فسد اقتداء رجل بامرأۃ أو صبی (کنز الدقائق، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ص ۳٥، مطبوعۃ: مکتبہ ضیائیہ، راولپنڈی)

یعنی، فاسد ہے مرد کا عورت یا بچے کی اقتداء کرنا۔

علامہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی متوفی ۹۵۶ھ لکھتے ہیں وفسد اقتداء رجل بامرأۃ (ملتقی الأبحر مع شرحہ مجمع الأنہر والدرالمنتقی، المجلد (۱)، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل فی الجماعۃ، ص ۱۱۱ مطبوعۃ: دارالطباعۃ العامرۃ، مصر ۱۳۱٦ھ)

یعنی، فاسد ہے مرد کا عورت یا بچے کی اقتداء کرنا۔

فقہاء کرام نے عورت کو نماز میں خلیفہ بنانے کی صورت میں فساد نماز کا حکم کیا

کیونکہ ہر ایسے کو خلیفہ بنانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے جو امامت کی صلاحیت نہ رکھتا ہو معلوم ہوا کہ عورت مردوں کی امامت کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

مرد عورت کی اقتداء نہ کرے

جب عورت کی اقتداء فاسد ہے تو مردوں کو حکم ہے کہ وہ عورت کی اقتداء نہ کریں۔

چنانچہ برہان الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ "وقایہ الروایہ" میں اور ان کے پوتے صدر الشریعہ الاصغر عبید اللہ محبوبی نے وقایہ کی تلخیص "النقایۃ" میں لکھتے ہیں

لا رجل بامرأة (وقاية الرواية مع شرحه، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في الجماعة والنقاية مع جامع الرموز، فصل يجهر الإمام

یعنی، مرد عورت کی اقتداء نہ کرے۔

علامہ محمد بن فراموز الشہیر بمنلا خسرو حنفی متوفی ۸۸۵ھ لکھتے ہیں و لا رجل بامرأة (غرر الأحكام مع شرح المصنّف، المجلد (١)، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في الإمامة، ص ٨٨ مطبوعة: مطبعة أحمد كامل الكائنة في دارلسعادة ١٣٢٩هـ)

یعنی، مرد کو عورت کی اقتداء کرنا جائز نہیں۔

عورت مردوں کی امام بننے کی اہل نہیں

غیر معذور مردوں کو غیر معذور مرد امام کی اقتداء جائز ہے اور عورت کی اقتداء کا استثناء اس لئے ہے کہ اس میں مردوں کا امام بننے کی صلاحیت نہیں ہے۔

علامہ علاؤ الدین ابو بکر مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں و المرأة ليست من أهل إمامة الرجال فكانت صلاتها عدماً في حق الرجل، فانعدم

معنى الاقتداء وهو البناء (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، المجلد (١)، كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الأركان، ص ٦١٦، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٨ء)

یعنی، اور عورت مردوں کی امامت کی اہل نہیں پس عورت کی نماز مرد کے حق میں عدم ہے تو اقتداء کی معنی منعدم ہوگئی اور وہ بناء ہے۔

نماز میں عورت کا خلیفہ بنانا

علامہ زین العابدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں اور "سراج الوہاج" میں ایک مسئلہ کا استثناء کیا اور وہ یہ ہے کہ لو استخلف الإمام امرأة وخلفه رجال ونساء فسدت صلاة الرجال والنساء والإمام والمقتدمة في قول أصحابنا الثلاثة خلافاً لزفر أما فساد صلاة الرجال فظاهر وأما فساد صلاة النساء فلأنهم دخلوا في تحريمة كاملة فإذا انتقلوا إلى تحريمة ناقصة لم يجز (البحر الرائق، المجلد (١)، كتاب الصلاة، باب الإمامة، تحت قوله: جماعة النساء، ص ٣٥١، مطبوعة: ايچ ايم سعيد كمپني، كراتشي)

یعنی، اگر امام نے کسی عورت کو نماز میں اپنا خلیفہ بنا دیا حالانکہ امام کے پیچھے مرد اور عورتیں دونوں تھے تو ہمارے ائمہ ثلاثہ (امام اعظم ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی) کے نزدیک مردوں، عورتوں، امام اور آگے بڑھائی جانے والی عورت سب کی نماز فاسد ہو جائے گی برخلاف امام زفر کے، مگر مردوں کی نماز کا فاسد ہونا تو ظاہر ہے اور عورتوں کی نماز کا فاسد ہونا تو وہ اس لئے کہ وہ تحریمہ کاملہ میں داخل ہوئیں تھیں پس (اس صورت میں) وہ تحریمہ ناقصہ کی طرف منتقل ہوگئیں (جو کہ) جائز نہیں۔

علامہ علاؤالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں إلا إذا استخلفها و خلفه رجال ونساء فتفسد صلاة الكل (الدرالمختار، المجلد (۱)، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ۵٦۵، مطبوعة: دارالفکر، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ء)

یعنی، مگر جب امام نے عورت کو نماز میں خلیفہ بنادیا حالانکہ اس کے پیچھے مرد اور عورتیں دونوں تھے تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اس کے تحت علامہ شامی لکھتے ہیں بل باستخلاف من لا يصلح الإمامة تفسد صلاته (الردالمحتار على الدرالمختار، المجلد (۱)، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: إذا صلى الشافعي الخ ص ۵٦۵، مطبوعة: دارالفکر بیروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء)

یعنی، بلکہ ہر ایسے کو خلیفہ بنانے سے نماز فاسد ہو جائے گی جو امامت کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔

قاعدہ

قاعدہ یہ ہے کہ جس کی اپنی نماز درست ہوتی ہے اس کی اقتداء بھی درست ہوگی اس قاعدہ سے عورت اور معذور اور غیرھما کا استثناء کیا گیا کہ عورت اور معذور وغیرہ کی اپنی نماز تو درست ہوتی ہے مگر ان کی اقتداء درست نہیں ہوتی جیسے عورت کی اپنی نماز تو صحیح ہے مگر مرد اس کی اقتداء کرے تو یہ درست نہیں۔

چنانچہ فقیہ ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم حنفی متوفی ۳۷۳ھ لکھتے ہیں وكل من تصح صلاته في نفسه يصح الاقتداء به إلا المرأة الخ (فتاوی النوازل کتاب الصلاة، باب الإمامة والإقتداء الخ، ص ۷۹، مطبوعة: مكتبة اسلامية كوئته، ص ۷۸ مطبوعة: مير محمد كتاب خانه، كراتشي)

یعنی، ہر وہ جس کی نماز فی نفسہ صحیح ہوتی ہے تو اس کی اقتداء درست بھی ہوتی ہے سوائے عورت کی اقتداء کے (کہ اس کی اقتداء درست نہیں) الخ۔

ائمہ اربعہ

عورت مردوں کی امام بنے اس کے عدم جواز میں ائمہ اربعہ میں سے کسی کا اختلاف نہیں اور عورت اگر عورتوں کی امامت کرے تو اس میں اختلاف ہے چنانچہ شیخ اسعد محمد سعید الصاغری لکھتے ہیں فإمامة المرأة النساء صحيحة مع الكراهة وذهب الكمال إلى جوازها بدون الكراهة كما ذهب إليه الشافعية والحنابلة ومنع المالكية من امامتها مطلقاً وذهب الشعبي وقتادة إلى جواز إمامتها في النفل دون الفرض (الفقه الحنفي وأدلته، المجلد (۱) كتاب الصلاة، باب صلاة الجماعة إمامة النساء وصلاتهن جماعة، ص ۱۹۳، مطبوعة: دارالكلم الطيب، بيروت)

یعنی، عورت کا عورتوں کی امامت کرنا صحیح مع الکراہت ہے اور کمال الدین اس کے جواز بدون الکراہت کی طرف گئے جیسا کہ اسی طرح شافعیہ اور حنابلہ گئے۔ اور مالکیہ نے عورت کی امامت کو مطلقاً ممنوع قرار دیا، اور امام شعبی اور قتادہ تابعی اس طرف گئے کہ عورت کا عورتوں کی امامت کرے یہ نفل نماز میں تو جائز ہے فرض نماز میں جائز نہیں۔

اور دائرۃ الأوقاف دبئی کے ادارۃ الافتاء کے فتاویٰ میں ہے أما إن كان المقتدي به نساء فلا تشترط الذكورة في إمامتهن ثلاثة من الأئمة، وخالف المالكية فقالوا لا تصح إمامة النساء لا في فرض ولا في نفل فالذكورة شرط عندهم في الامام مطلقاً سواء كان المأموم ذكراً أم أنثى

(فتاوی شرعية، المجلد (١)، فتاوی كتاب الصلاة، اقتداء النساء، ص ٦٨، مطبوعة: مطبعة البيان، الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ - ١٩٩٨ء)

یعنی، اگر اقتداء کرنے والی عورتیں ہوتو عورتوں کی امامت کے لئے ائمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہ، شافعی اور احمد بن حنبل) کے نزدیک مرد کا ہونا شرط نہیں، اور مالکیہ نے اس کا خلاف کرتے ہوئے کہا عورتوں کا امام ہونا نہ فرض نماز میں درست ہے اور نہ ہی نفل میں، پس مالکیہ کے ہاں امام کے لئے مطلقاً مرد ہونا شرط ہے چاہے اقتداء کرنے والے مرد ہوں یا عورتیں۔

عورت کی اقتداء کرنے والے:

عورت کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے تمام مرد اور اسے جائز سمجھنے والے شرعاً گمراہ ہیں اہلِ اسلام کو چاہیے کہ ان لوگوں کی بھرپور مخالفت کریں تا کہ یہ قرآن و سنت اجماعِ امت کا خلاف کر کے اسلام میں ایسی بات پیدا کرنے سے باز آجائیں جس میں سوائے شر کے اور کچھ نہیں۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع:۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے زیرِ اہتمام ہر پیر کو بعد نمازِ عشاء تقریباً ۱۰ بجے رات کو نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس سے مقتدر و مختلف علمائے اہلسنّت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلہ اشاعت:۔

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علمائے اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

مدارس حفظ و ناظرہ:۔

جمعیت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درسِ نظامی:۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درسِ نظامی کی کلاسیں بھی لگائی جاتی ہیں جس میں ابتدائی پانچ درجوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری:۔

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علمائے اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لیے اور کیسٹیں سماعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

واضح حکم خداوندی کے باوجود

ہم اپنے دینی و دنیاوی مسائل پوچھنے میں کیوں شرماتے ہیں......؟

آپ کے اپنے علاقے میں قائم دارالافتاء

دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت میں

بمقام: نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر کراچی۔

حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ العالی

آپ کے دینی و دنیاوی مسائل کے جوابات کے لیے موجود ہیں۔

شرمانا اور جھجکنا چھوڑیے۔

آیئے............اور............پوچھیے